غلام علی خان ★

الہامی مذاہب کا تصور عبادت

عربی زبان میں عبودۃ۔ عبودیہ اور عبدیہ کے اصل معنی خضوع اور تذلل کے ہیں یعنی تابع ہوجانا، رام ہوجانا، کسی کے سامنے اس طرح سپر ڈال دینا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی مزاحمت یا انحراف وسرتابی نہ ہو اور وہ اپنے منشا کے مطابق جس طرح چاہے خدمت لے لسان العرب میں لکھا ہے " العبادة الطاعة مع الخضوع "
عبادت اس کو کہتے ہیں جو پوری فرماں برداری کے ساتھ ہو[۱] قرآن کریم میں ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون[۲]
اس لحاظ سے عبادت انسان کی فطری پکار ہے۔ انسان جب دین ومذہب سے نا آشنا تھا تب بھی وہ اپنے ان فطری میلانات کے ہاتھوں مجبور عبادت کے لئے اپنے تئیں کوئی نہ کوئی طریقے اختیار کرتا رہا ہے۔ مذہب نے انسان کی اس تشنگی کی تسکین کا سامان کیا ہے۔

بقول ڈاکٹر خالد علوی مذہب کا موضوع شخصیت کے باطنی پہلوؤں کی تزئین وتکمیل ہے اور دنیا کے تمام مذاہب اس کی طرف توجہ دیتے ہیں[۳]

الہامی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) نے اپنے پیرو کاروں کے لئے عبادت کے جو طریقہ کار پیش کئے ان سے فرد کی روحانی ضرورت کے کس قدر تکمیل ہوتی ہے یہ معاملہ غور طلب ہے۔ کتاب مقدس (بائیبل) جو تورات، زبور اور اناجیل اربعہ کا مجموعہ ہے اور یہود ونصاری کی مشترک مذہبی کتاب کی حیثیت اختیار کر گئی ہے میں اس وقت ہمیں عبادت کا انداز اسلام کے نظام عبادات سے بالکل مختلف دکھائی دیتا ہے۔ بائیبل سے عبادت کی جو جھلک ملتی ہے اس میں خدا کے فرستادہ انبیاء ورسل گیت گاتے اور آلات موسیقی کی تھاپ پر رقص کرتے ہوئے اللہ سے مانگتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔

اس میں ایسی تعلیمات جا بجا بکھری ملتی ہیں جن سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ رقص وسرود یہود ونصاری کے عبادات کا لازمی جزو ہے۔

قرآن کریم سے قبل نازل شدہ آسمانی صحائف وکتب میں ممکن ہے تحریفات سے پہلے عبادت کا انداز مختلف رہا ہو لیکن اس وقت تک بتدریج جو تبدیلی رونما ہوئی ہے اس کی داستان بڑی دلچسپ ہے۔

★ لیکچرار۔ ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور

یہودیت کا تصور عبادت

اسرائیلی عہد میں بڑی بڑی قربانیوں کا پتہ چلتا ہے اور ان کے ہاں دعا اس وقت تک قابل قبول نہیں سمجھی جاتی تھی جب تک کہ قربانی نہ کی جائے اور قربانی کے قبول ہونے کا اس وقت تک یقین نہیں آتا تھا جب تک کہ ایک خاص قسم کا پرندہ ظاہر نہ ہو یا بجلیاں آکر اسے جلا نہ دیں۔

توریت میں شخصی اور اجتماعی دعا کا تذکرہ دانی ایل ۹، ۱۴ اور ۱۹ میں ملتا ہے۔

حضرت داؤد کے زمانہ سے پہلے دعا اور حمد کے لئے خاص کلمات پائے جاتے ہیں جو عبرانی شاعری کے طریق کے مطابق مناجات کے کلمات ہیں مثلاً گنتی ۶:۲۴، ۳۶ باب ۱۰:۳۵ شکر گزاری کے کلمات ہیں مثلاً سلاطین ۳:۱ حمد کے کلمات ہیں کتاب الخروج ۱۵:۲۱ یہ کلمات مقدس میں بوقت عبادت استعمال ہوتے تھے۔

علماء یہود کے نزدیک پہلی ہیکل کی تقدیس کے وقت گانے اور سازوں کے بجانے سے عبادت میں ایک خاص تاثیر پیدا ہو جاتی تھی مثلاً اور لاوی [۴] جو گاتے تھے وہ سب کے سب آسف اور ہیمان اور یدوتون اور انکے بیٹے اور انکے بھائی کتانی کپڑوں سے ملبّس ہو کر اور جھانجھ اور ستار اور بربط لئے ہوئے مذبحہ کے مشرقی کنارے پر کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ایک سو بیس کاہن تھے جو نرسنگھے پھونک رہے تھے تو ایسا ہوا کہ جب کہ نرسنگھے پھونکنے والے اور گانے والے مل گئے تاکہ خداوند کی حمد اور شکر گزاری میں ان سب کی ایک آواز دے اور جب نرسنگھوں۔ جھانجھوں اور موسیقی کے سب سازوں کے ساتھ انھوں نے اپنی آواز بلند کر کے خداوند کے ستائش کی کہ وہ بھلا ہے کیونکہ اسکی رحمت ابدی ہے تو وہ گھر جو خداوند کا مسکن ہے ابر سے بھر گیا یہاں تک کہ کاہن ابر کے سبب سے خدمت کے لئے کھڑے نہ رہ سکے اسلئے کہ خدا کا گھر خداوند کے جلال سے معمور ہو گیا تھا۔[۵]

بقول کینن آر ڈبلیو حزقیاہ نبی نے زبوروں کے گانے کا حکم سب سے پہلے دیا تھا ملاحظہ ہو دو تواریخ باب ۱۹:۳۰ اور زبوروں کی سرخیوں میں راگوں یا مختلف قسم کے سازوں کا ذکر بھی ملتا ہے مثلاً زبور ۲۲۔

اس طرح ہیکل میں اکثر اوقات خاص خاص مواقع پر خاص خاص زبور گائے جاتے تھے۔

اسی طرح استثنا ۳۲ اور خروج ۱۵ کے موسوی گیت چھ حصوں میں تقسیم ہو کر سبتوں (ہفتہ کے دن) پر باری باری گائے جاتے تھے۔ زبور ۱۴۵ تینوں بڑی عیدوں پر گائے جاتے تھے۔ ۱۱۳ سے ۱۱۸ تک کے زبوروں کا مجموعہ جو یہودی روایت میں ہلیل (HALEL) کہلاتا ہے خاص طور سے عید فسح تعلق رکھتا تھا۔

زبور ۱۳۰ تا ۱۳۴ مسافروں کے گیت کہلاتے ہیں اور عید خیام سے علاقہ رکھتے ہیں اس طرح پورے ہفتہ کے ہر دن

کا الگ الگ زبور تھا۔ بعض آیات کو تمام لوگ گویوں کے گروہ کے پیچھے دہراتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد کے صندوق کے آگے ناچنے اور ناچ میں خداوند کی تعریف کرنے[۸] کا ذکر بھی ملتا ہے اس عمل میں موسیقی کا استعمال بھی ہوا کرتا تھا۔[۹]

کتاب مقدس میں دعا کےلئے مختلف انداز بیان کئےگئے ہیں جس میں بعض نے منہ کے بل گر کر[۱۰] بعض نے ہاتھ چھپا کر[۱۱] بعض نے ہاتھ اٹھا کر[۱۲] اور بعض نے کھڑے ہو کر دعا کی ہے۔[۱۳]

عیسائیت (اناجیل) میں عبادت کا انداز

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تفصیلی حالات زندگی پردہ اخفاء میں ہیں قرآن نے بھی ان کی پیدائش تعلیمات اور رفع آسمانی کے بارے میں چند موٹی موٹی معلومات تو دی ہیں لیکن تفصیلات پیش نہیں کیں۔ عیسائی عبادات کو اسلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا کہ آپ کے رفع آسمانی کے بعد پولوس نے ایک نیا عیسائی نظام پیش کیا اور پھر سال بہ سال، صدی بہ صدی عیسائی تعلیمات، عقائد اور عبادات میں تبدیلی کا عمل جاری رہا جس کے عیسائی علماء بھی معترف ہیں۔

عیسائی دعوی کے مطابق چونکہ اناجیل غیر محرف اور الہامی ہیں اس لئے ان میں بیان کردہ تعلیمات بھی ان کے نزدیک آسمانی ہیں اناجیل میں پولوس رسول عیسائیوں کو گانے کےلئے خاص تلقین کرتا ہے۔

"اور آپس میں مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گایا کرو اور دل سے خداوند کےلئے گانے بجاتے رہا کرو"[۱۴]

ایسے ہی ابتدائی زمانوں کے گیتوں کے چند فقرات بھی اناجیل میں ملتے ہیں (دیکھئے افیسوں: ۱۹ تیمیتھیس: ۳:۱۶)

کینن آرڈبلیو رقمطراز ہیں کہ عبادت گانے بجانے کے بغیر کبھی منعقد نہ ہوتی تھی اور اب بھی گیتوں کو عبادت کا لازمی اور اہم جزو ہونا چاہئے۔[۱۵]

اسلام کا تصور عبادت

جاہلی تصور عبادت میں عبادت محض ظاہری پوجا پاٹ تک محدود ہوجاتی ہے اور انسان مخصوص بتوں کے سامنے چند حرکات کا مظاہرہ کرکے اپنی پرستش و عبادت کا اظہار کرتا ہے یا جوگیانہ وراہبانہ طریق اختیار کرکے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یوں انسان کو نروان یا ذات علی کا قرب حاصل ہوجاتا ہے،

اسلام کا تصور عبادت ان تصورات سے بالکل مختلف ہے۔

اسلام میں لفظ عبادت کو بڑی وسعت حاصل ہے اس میں نماز، روزہ، حج زکوۃ، جہاد۔ ہجرت باہم حقوق کی ادائیگی

غرض عبادات و معاملات انفرادی و اجتماعی زندگی کے مسائل سب اس میں آجاتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں۔

اسلام کا تصور عبادت یہ ہے کہ انسان کی ساری زندگی خدا کی بندگی میں بسر ہو، اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی خدا کی عبادت سے خالی نہ ہو۔ ہر فعل شریعت کی منشاء کے مطابق ہو۔ اس کا سونا، جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا غرض سب کچھ اس خدا کے قانون کے مطابق ہو۔(۱۶)

خدا کی لگائی گئی ذمہ داریوں کی ادائیگی نفس کی پوری رضامندی کے ساتھ ہو۔ مسجد، بازار، تجارت، سیاست، عدالت معاملات غرض زندگی کی تمام گھما گھمیوں میں شریک بھی ہو لیکن ہر لمحہ خدا کی موجودگی، اس کی گرفت کا خوف اور احساس مسوئلیت اجاگر رہے یہ اعلیٰ درجہ کا احساس ذمہ داری اسلام فرد کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔

سید سلیمان ندوی سیرۃ النبی میں لکھتے ہیں "خدا کی عبادت اور پرستش کے وقت جسم وجان سے باہر کی کسی چیز کی ضرورت نہیں نہ سورج کے نکلنے اور اسکی طرف دیکھنے کی حاجت نہ دریا میں جا کر اس کا پانی اچھالنے سے مطلب نہ سامنے آگ کا آلاؤ جلانے کی ضرورت نہ دیوتاؤں ربیوں، بزرگوں ولیوں کے مجسموں کو پیش نظر رکھنے کی اجازت۔ نہ سامنے موم بتیوں کے روشن کرنے کا حکم نہ گھنٹوں اور ناقوسوں کی ضرورت نہ لوبان اور دوسرے بخورات جلانے کی رسم نہ سونے چاندی کے خاص خاص ظروف رکھنے کا طریقہ نہ کسی خاص کپڑوں کی قید ان تمام بیرونی رسوم اور قیود سے اسلام کی عبادت پاک اور آزاد ہے۔

اسلام میں عبادت کیلئے خدا اور بندے کے درمیان کسی خاص خاندان اور خاص شخصیت کی وساطت اور درمیانگی کی حاجت نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ہندوؤں کی طرح نہ برہمن ہیں نہ پروہت، نہ پجاری ہیں نہ یہودیوں کی طرح کاہن ہیں نہ ربی نہ حاخام ہیں نہ عیسائیوں کا طرح عبادتوں کی بجا آوری کے لئے پادریوں اور مختلف مذہبی عہدہ داروں کی ضرورت ہے۔

یہاں ہر بندہ اپنے خدا سے آپ مخاطب ہوتا ہے آپ باتیں کرتا ہے، آپ عرض حال کرتا ہے۔ مسلمان اپنا آپ برہمن اپنا آپ کاہن اپنا آپ پادری اور اپنا آپ دستور ہے۔(۱۷) یہاں حکم یہ ہے کہ تم مجھے براہ راست پکارو میں جواب دونگا ادعونی استجب لکم(۱۸)

اکثر مذاہب نے اپنی عبادتوں کو دلکش و دلفریب اور موثر و بارعب بنانے کے لئے خارجی تاثیرات سے کام لیا تھا کہیں ناقوس کی پررعب آوازیں کہیں ساز و ترنم اور نغمہ و بربط کی دلکش صدائیں تھیں کہیں جرس اور گھنٹے کا غلغلہ

انداز شور لیکن دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی نے ان سے احتراز کیا اور انسانی قلوب کو متاثر کرنے کے لئے دل کے ساز اور روح کی صدا کے سوا کسی خارجی اور بناوٹی تدبیروں کا سہارا نہیں لیا۔

ہر مذہب نے اپنی عبادت کو اینٹ اور چونے کی چہار دیواری میں محدود کیا ہے۔ بت خانوں سے باہر کوئی پوجا نہیں۔ آتش خانوں سے آلگ کوئی نماز نہیں گرجوں کے سوا کہیں دعا نہیں اور صومعوں سے نکل کر کوئی پرستش نہیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ عبادت میں نہ کسی در و دیوار کی ضرورت نہ محراب و منبر کی حاجت نہ دیرو حرم معبد و صومع اور مسجد و کنیسہ سب سے بے نیاز ہے۔ زمین کا ہر گوشہ بلکہ پہنائے کائنات کا ہر حصہ اس کا معبد اور عبادت خانہ ہے۔

ارشاد گرامی ہے۔ وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا

(بخاری کتاب الصلوۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا وطهورا،[۱۹]

غرض اسلام سے قبل عبادت میں جتنے تکلفات، شرکیہ افعال اور عقیدہ و عمل کی پریشانی خیالیاں تھیں اسے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کردیا قرآن مقصد نبوت پر یوں روشنی ڈالتا ہے۔ ويضع عنهم اصرهم والاغلال التی كانت عليهم[۲۰]

" اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے "

چنانچہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عبادت کا فطری، سادہ قابل عمل اور تکلفات سے پاک طریقہ سکھایا۔

اهدنا الصراط المستقيم . آمین

حواشی و مراجع

۱- مودودی، ابوالاعلی سید، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، اسلامک پبلی کیشنز۔ لاہور ۱۹۸۷، ص ۱۱۵

۲- الذاریات ۵۱:۵۶

۳- خالد علوی، پروفیسر ڈاکٹر، پیغمبرانہ دعائیں - ادارہ ادب اسلامی لاہور ۱۹۹۱، ص ۱

۴- لاوی ایک مخصوص طبقہ تھا جو موسیقی بجاتے اور گیت گاتے تھے۔ تواریخ ۱۵:۱۶

۵- کتاب مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۸۵، ۲۔ تواریخ باب ۵: ۱۲ تا ۱۴

۶- کینن آر ڈبلیو - ایف و ٹن ایم اے۔ مسیحی عبادت کے اصل و اصول پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۲۸، ۲۹

۷- کتاب مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۸۵ء، ۱۱، سموایل ۶: ۱۴: ۱۵

۸- زبور۱۴۹:۳-۱۵۰:۴

۹- خروج ۱۵:۲۰-۱۱، سموایل ۶:۵-۱۱، سموایل ۱۸:۶

۱۰- متی ۲۶:۲۹

۱۱- یسعیاہ ۱:۱۵

۱۲- زبور ۲۸:۲

۱۳- مرقس ۱۱:۲۵

۱۴- افسیوں ۵:۱۹ کلیسوں ۳:۱۶

۱۵- کینن آر ڈبلیو- مسیحی عبادت کے اصول واصول ص ۴۸

۱۶- خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، جامعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۳۰۵

۱۷- ندوی، سلیمان، سید، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد ۱۹۸۱ء جلد پنجم ص ۱۵

۱۸- المومن-۶

۱۹- ایضاً ص ۱۶

۲۰- الاعراف: ۷: ۱۵۷